محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۴)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

غزوۂ بنو المصطلق

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ غزوۂ بنو المصطلق یا غزوۂ مریسیع ۶ھ میں ہوا، جب کہ عروہ کی روایت کے مطابق اس کا سن وقوع شعبان ۵ھ (دسمبر ۶۲۶ء) ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث بن ضرار دوسرے قبائل کو ساتھ ملا کر نوزائیدہ اسلامی مملکت پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ آپ نے تحقیق کے لیے حضرت بریدہ اسلمی کو بھیجا جنھوں نے ان اطلاعات کی تصدیق کی تو آپ سات سو صحابہ کا لشکر لے کر خود روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریبی مقام قدید کے پاس واقع مریسیع نامی کنویں کے پاس دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے آپ کے حکم پر حضرت عمر نے اعلان کیا، لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اپنے جان و مال کو بچا لو۔ کافروں نے انکار کیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ اسلامی فوج نے یک بارگی حملہ کر کے دس مشرکوں کو ہلاک کیا اور سات سو کو قید کر لیا۔ اونٹوں اور بکریوں کو ہانک لیا گیا۔ ایک صحابی حضرت ہشام بن صبابہ غلط فہمی سے ایک انصاری کا نشانہ بن گئے۔ حضرت علی نے بنو المصطلق کے شخص مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔

واقعۂ افک عائشہ

۶ھ: غزوۂ بنو مصطلق میں سیدہ عائشہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھیں۔ واپسی کے سفر میں جیش اسلامی نے مدینہ کے ایک قریبی مقام پر رات بسر کی۔ علی الصبح کوچ کا اعلان ہوا تو حضرت عائشہ رفع حاجت کے لیے

باہر نکلی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی سواری کے پاس پہنچیں تو گلے میں اپنی بہن سے مستعار لیا ہار نہ پا کر پلٹیں اور ہار ڈھونڈ کر واپس آئیں تو قافلہ چل پڑا تھا۔ وہ اس امید میں چادر اوڑھ کر اسی جگہ پڑ گئیں کہ قافلے والے انھیں موجود نہ پا کر واپس آئیں گے۔ اسی اثنا میں حضرت صفوان بن معطل آئے جو کسی وجہ سے قافلے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ اپنے اونٹ سے اترے، سیدہ عائشہ کو بٹھایا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے۔ لشکر سے جا ملے تو سب متاسف ہوئے، لیکن منافقین کو بہتان تراشی کا خوب موقع مل گیا۔ حضرت عائشہ مدینہ پہنچتے ہی شدید بیمار پڑ گئیں اور ڈیڑھ ماہ اپنے والد کے گھر مقیم رہیں۔ انھیں اپنے خلاف چلائی گئی منافقین کی مہم کا علم بعد میں ہوا۔ اسی اثنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی کو بلایا اور حضرت عائشہ کے بارے میں ان کی راے دریافت فرمائی۔ حضرت اسامہ نے کہا: وہ آپ کی اہلیہ ہیں، ہم ان کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں۔ حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ، عورتیں بے شمار ہیں (جن سے نکاح کیا جا سکتا ہے)، تاہم عائشہ کی باندی بریرہ سے پوچھ لیں، وہ آپ کو صحیح بتائے گی۔ آپ کے بلانے پر آئی تو حضرت علی نے اسے ایک زور دار ضرب لگا کر کہا: سچ سچ کہنا۔ حضرت بریرہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ ہی بولوں گی۔ اللہ کی قسم، میں عائشہ کے بارے میں اچھا ہی جانتی ہوں۔ مجھے ان کا ایک ہی عیب معلوم ہے، میں آٹا گوندھ کر انھیں کہتی کہ اس کا دھیان رکھیں، وہ بھول کر سو جاتیں اور گھر کی پالتو بکری آ کر اسے کھا جاتی۔ اللہ کی طرف سے حضرت عائشہ کی پاک دامنی کی گواہی دی گئی تو وہ اپنے گھر لوٹیں۔

حضرت علی کے جواب پر حضرت عائشہ کو گلہ رہا کہ انھوں نے حضرت اسامہ کی طرح کھل کر ان کی عفت کی گواہی نہیں دی (بخاری، رقم ۴۱۴۲)۔

صلح حدیبیہ

۶ھ: صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش نے سہیل بن عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کی تفصیلات طے کرنے کے لیے بھیجا۔ زبانی معاہدہ طے پا گیا تو آپ نے حضرت علی کو بلا کر اسے تحریر کرنے کو کہا۔ آپ نے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' لکھنے کو کہا تو سہیل بولا: ہم اس فقرے کو نہیں جانتے۔ لکھو، 'باسمک اللّٰھم'۔ پھر آپ نے لکھوایا، یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے سہیل بن عمرو سے معاہدۂ صلح کیا ہے۔ حضرت علی لکھ چکے تو سہیل نے کہا: ہمیں یقین ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو جنگ و جدال ہرگز نہ کرتے، اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے۔ آپ نے اس کا اعتراض مان کر حضرت علی سے کہا: لفظ 'رسول اللہ' مٹا کر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

'محمد بن عبداللہ' لکھ دو۔ وہ جھجکے اور کہا: میں اسے ہر گز نہ مٹاؤں گا تب نبی اکرم نے خود اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ صاف کیے اور محمد بن عبداللہ تحریر کرایا (بخاری، رقم ۲۶۹۸۔ مسلم، رقم ۴۶۵۴)۔ ساتھ ہی حضرت علی سے فرمایا: ایسی آزمایش تم پر آنی تھی۔ معاہدہ تحریر ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مسلمان اور کچھ مشرک افراد کی گواہی ڈلوائی۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت محمود بن مسلمہ اور حضرت عبداللہ بن سہیل اہل ایمان کی طرف سے، جب کہ حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن محصن نے اہل شرک کی جانب سے گواہی ثبت کی۔ مکرز اس وقت اسلام نہ لائے تھے۔ دس سال کی جنگ بندی کے اس معاہدے میں طے ہوا کہ فریقین تیغ زنی کریں گے نہ ایک دوسرے سے خیانت کریں گے۔ مسلمان امسال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ اگلے سال عمرہ کرنے آئیں گے اور مکہ میں تین دن تک زیادہ نہ رکیں گے۔ اہل مکہ میں سے آپ کے ساتھ جانے کا خواہش مند یہاں سے نہ جا سکے گا، اس کے برعکس آپ کے صحابہ میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اسے روکا نہ جائے گا۔

سریۂ حسمیٰ

۶ھ (یا ۷ھ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی حضرت دحیہ کلبی قیصر روم کو آپ کا نامہ پہنچا کر شام سے واپس آئے۔ بنوجذام کی سرزمین حسمیٰ پہنچے تو اس قبیلے کی شاخ بنوضلیع سے تعلق رکھنے والے باپ بیٹے ہنید اور عوص نے انھیں لوٹ لیا۔ ایک نومسلم قبیلے بنوضبیب کو خبر ہوئی تو انھوں نے لوٹا ہوا مال واپس دلایا۔ حضرت دحیہ نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہنید و عوص کی گوشمالی کی درخواست کی۔ آپ نے حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں پانسو صحابہ کا لشکر روانہ کیا۔ حضرت زید نے فضافض پہنچ کر بنوجذامہ پر علی الصبح حملہ کر دیا، ہنید اور عوص کو قتل کیا اور قبیلہ کے مال مویشی، ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں قبضہ میں لے لیں۔ بنوخصیب کا ایک شخص اور بنواحنف (یا جنف) کے دو آدمی بھی مارے گئے۔ ان کا مال اور کچھ قیدی بھی حضرت زید کے ہاتھ لگے۔ یہ دونوں قبیلے صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دعوتی خط ملنے پر ایمان لا چکے تھے۔ حضرت زید کو اس بات کا علم نہ تھا، جب انھوں نے ان سے سورۂ فاتحہ سن لی تو اعلان کر دیا کہ ان کا مال ہم پر حرام ہے، لیکن حضرت زید کے ساتھیوں نے مال کی واپسی پر اتفاق نہ کیا۔ زید بن رفاعہ جذامی کی قیادت میں یہ لوگ مدینہ گئے، آپ کا خط دکھا کر قیدی چھوڑنے اور مال واپس کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے مقتولوں کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہم ان کی دیت چھوڑتے ہیں۔ آپ نے معاملہ سلجھانے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے لیے حضرت علی کی ذمہ داری لگائی۔ انھوں نے کہا: زید میری بات نہ مانیں گے تب آپ نے اپنی تلوار بطور علامت ان کے حوالہ کی۔ حضرت علی نے فحلتین پہنچ کر حضرت زید سے ملاقات کی اور بنوخصیب اور بنواحنف کا تمام مال واپس دلایا۔

سریۂ علی بن ابو طالب

شعبان ۶ھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنوسعد بن بکر کے کچھ لوگ خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنے کے لیے فدک کے مقام پر جمع ہیں۔ آپ نے حضرت علی کو ایک سو جوان دے کر بھیجا۔ حضرت علی رات کے وقت سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے۔ خیبر اور فدک کے مابین واقع ہمج کے چشمے پر انھوں نے بنوسعد کا ایک شخص پکڑا جس نے اقرار کیا کہ اسے مدد کی پیش کش کرنے کے لیے اہل خیبر کے پاس بھیجا گیا ہے اور عوضانہ کے طور پر خیبر کے پھل طلب کیے گئے ہیں۔ اسے امان دی گئی تو اس نے اپنی قوم کا پتا بتا دیا۔ حضرت علی نے ان پر دھاوا بولا اور پانسو اونٹ اور دو ہزار بکریاں حاصل کر لیں۔ بنوسعد مقابلہ کرنے کے بجاے اپنی عورتیں لے کر فرار ہو گئے۔ حضرت علی نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ دینے والی اونٹنیاں اور خمس الگ کیا اور باقی جانوروں کو اپنے دستے میں بانٹ دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ خیبر

مدینہ سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور شمال میں واقع نخلستان خیبر یہود عرب کی قوت کا بڑا مرکز تھا۔ یہاں انھوں نے متعدد مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ جلاوطن ہونے کے بعد بنونضیر اور پڑوسی قبیلہ بنوغطفان خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ محرم ۷ھ (۶۲۸ء) کے اواخر میں آپ حضرت سباع بن عرفطہ کو نائب حاکم مقرر کر کے مدینہ سے نکلے۔ چودہ سو صحابہ کا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ بیعت رضوان میں شامل اصحاب کو آپ نے خاص طور پر شریک جہاد کیا۔ اس مہم میں آپ نے خیبر کا قلعۂ ناعم، جبل قموص پر واقع قلعۂ ابوحُقیق اور قلعۂ صعب فتح کیے اور ربیع الاول ۷ھ میں مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

جنگ خیبر شروع ہوئی تھی کہ آپ کو درد شقیقہ نے آن لیا، آپ دو روز باہر نہ آسکے۔ حضرت ابوبکر نے آپ کا پرچم تھاما اور زبردست قتال کیا، ان کے حملے کے دوران میں حضرت محمد بن مسلمہ کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ وہ گرمی کی شدت سے قلعہ کی دیوار کے سایہ میں آئے تو یہودیوں نے ان پر چکی کا پاٹ

لڑھکا دیا۔ پھر حضرت عمر نے علم ہاتھ میں لیا اور خوب جنگ کی، لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آپ کو اطلاع ملی تو فرمایا: کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں اور وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے، وہ اس قلعے کو زبردستی حاصل کر لے گا اور اسی کے ہاتھوں اللہ فتح دے گا (بخاری، رقم ۴۲۰۹۔ مسلم، رقم ۶۳۰۳)۔ اس وقت حضرت علی موجود نہ تھے۔ صحابہ نے اسی اضطراب میں رات گزاری کہ علم کسے ملتا ہے؟ ہر ایک کی تمنا تھی، پرچم مجھے عطا ہو جائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: میں نے اس روز کے علاوہ کبھی امارت نہیں چاہی۔ صبح سویرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، پرچم منگوایا، کھڑے ہو گئے اور پوچھا: علی کہاں ہیں؟ حضرت علی آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے مدینہ رہ گئے تھے۔ آپ نے انھیں لانے کے لیے حضرت سلمہ بن اکوع کو بھیجا۔ صبح سویرے وہ خیبر پہنچے اور خیمۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ ان کی آنکھوں پر قطری چادر کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ کہا: آپ کے رخصت ہونے کے بعد میری آنکھیں آ گئی تھیں۔ آپ نے انھیں قریب کر کے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور دعا فرمائی۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھلے چنگے ہو گئے، گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ نے پرچم عطا کیا تو حضرت علی نے سرخ جوڑا پہن رکھا تھا۔ وہ بولے: میں ان سے اتنی دیر تک جنگ کروں گا جب تک وہ ہمارے جیسے مسلمان نہ ہو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نرم روی سے چلتے رہو، ان کے گھروں تک پہنچ جاؤ تو انھیں اسلام کی دعوت دو اور انھیں وہ فرائض بتاؤ جو اللہ کی طرف سے ان پر لاگو ہوتے ہیں۔ قسم اللہ کی، تمھارے ذریعے سے اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے، یہ اس فخر سے کہیں بہتر ہے کہ تمھارے پاس اعلیٰ نسل کے سرخ اونٹ ہوں (بخاری، رقم ۳۷۰۱۔ مسلم، رقم ۶۳۰۲)۔ دوسری روایت میں ہے، جاؤ! ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ اللہ تمھیں فتح عطا کر دے، مڑ کر نہ دیکھنا۔ حضرت علی نے پوچھا: میں کس بنیاد پر لوگوں سے جنگ کروں؟ فرمایا: ان سے لڑائی کرو، حتیٰ کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جب وہ یہ دونوں شہادتیں دے دیں تو ان کے جان و اموال تم پر حرام ہو جائیں گے، البتہ ان کی نیت کا حساب اللہ کے ذمہ ہو گا (مسلم، رقم ۶۳۰۱)۔

بارگاہ رسالت میں باریابی کے بعد حضرت علی کھنکھارتے ہوئے نکلے، تیز تیز چلتے ہوئے خیبر پہنچے اور اپنا علم قلعے کے باہر چنے ہوئے پتھروں میں گاڑ دیا۔ قلعے کی منڈیر سے ایک یہودی نے جھانک کر پوچھا: کون ہو تم؟ بتایا: علی بن ابوطالب۔ وہ پکارا: موسیٰ علیہ السلام پر اترنے والے کلام کی قسم! تم مغلوب ہو گے۔ مرحب زرد رنگ کا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یمنی خود جس پر ہیرے کی کلغی لگی ہوئی تھی، پہن کر دوبدو مقابلے (duel) کے لیے قلعہ سے نکلا اور یہ اشعار پڑھے:

قد علمت خیبر أني مرحب　　　شاكي السلاح بطل مجرب

''سارا خیبر جانتا ہے میں ہوں مرحب، اسلحہ سے لیس، جنگ آزمودہ سورما۔''

أطعن أحيانًا وحينًا أضرب　　　إذا الليوث أقبلت تحرب

''بسا اوقات میں نیزہ زنی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر آزماتا ہوں، جب شیر حملہ کرنے کے لیے بڑھتے ہیں تو خوب غیظ و غضب دکھاتے ہیں۔''

كان حماي للحمى لا يقرب

''میری چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہو سکتی۔''

مشہور روایت کے مطابق جو حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابوہریرہ، حضرت سہل بن سعد اور عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے، حضرت علی نے مرحب کو انجام تک پہنچایا اور فتح خیبر کا سہرا انھی کے سر رہا۔ انھوں نے مرحب کی للکار کا جواب دیا:

أنا الذي سمتني أمي حيدره　　　أكيلكم بالسيف كيل السندرة

''میں ہوں جسے اس کی ماں نے حیدر (شیر) نام دیا، تلوار سے تمھاری خوب پیمایش کروں گا جیسے سندرہ پیمانہ کرتا ہے۔''

ليث بغابات شديد قسورة

''جنگلوں کا شیر ہوں، قوی اور دلیر۔''

دونوں میں تلواروں کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علی نے سبقت کرتے ہوئے ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار مرحب کی چمڑے سے بنی ہوئی ڈھال اور سر پر پہنے ہوئے خود کو کاٹتی ہوئی کھوپڑی میں جا لگی اور دانتوں تک اتر آئی۔ اس ضرب کی آواز فوج نے بھی سنی۔ وہ وہیں ڈھے کر جہنم رسید ہوا۔

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کے مطابق حضرت محمد بن مسلمہ نے مرحب کی دعوت مبارزت پر عرض کیا: یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو شہید کیا ہے، میں جوش انتقام سے معمور ہوں، اس لیے انھوں نے مرحب کا سامنا کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتارا۔ واقدی کہتے ہیں: حضرت محمد بن مسلمہ نے مرحب کی ٹانگیں کاٹیں اور تڑپتا ہوا چھوڑ دیا۔ جب اس نے واویلا کیا تو حضرت علی نے اس کی گردن اڑا دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحب کی تلوار، نیزہ، ڈھال اور خود حضرت محمد بن مسلمہ کو ان کی درخواست پر عطا کیے۔ واقدی کا خیال ہے کہ حضرت علی نے مرحب کے بجائے اس کے بھائی عامر کو ایسے ہی دوبدو مقابلے (duel) میں قتل کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مرحب کا بھائی یاسر نکلا، اسے حضرت زبیر بن عوام نے جہنم واصل کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت ابورافع کی روایت ہے کہ ہم قلعۂ خیبر کے پاس پہنچے تو ایک یہودی نے حضرت علی پر وار کیا۔ ڈھال ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تو انھوں نے قلعے کا ایک دروازہ اکھاڑ کر ڈھال کے طور پر پکڑ لیا۔ اللہ نے فتح دے دی تو بھی دروازہ حضرت علی کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ میں اور سات دوسرے آدمیوں نے مل کر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی، لیکن ہم سے ہلا بھی نہیں۔ شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ یہ روایتیں ابن اسحاق اور حاکم نے روایت کی ہیں، لیکن بازاری قصے ہیں۔ علامہ سخاوی نے 'مقاصد حسنہ' میں تصریح کی ہے کہ سب لغو روایتیں ہیں۔ علامہ ذہبی نے 'میزان الاعتدال' میں علی بن احمد فروخ کے حال میں اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ روایت منکر ہے (سیرۃ النبی: جلد اول، خیبر)۔

خیبر کوئی تر نوالہ تھا نہ ایسا مقام کہ چند ضربوں میں مفتوح ہو گیا۔ تمام صحابہ نے اپنی اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے، جان و مال کے نذرانے پیش کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور دعائیں شامل ہوئیں تو یہ فتح اہل ایمان کا مقدر بنی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی وادی کتیبہ کو اپنی ازواج اور اقربا میں تقسیم فرمایا۔ حضرت فاطمہ کے حصے میں دو سو وسق (ایک وسق: ساٹھ صاع، ایک صاع: ۲.۴ کلو) اور حضرت علی کے حصے میں ایک سو وسق اجناس (گندم یا جو) آئیں۔

حضرت علی روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ، پالتو گدھوں کا گوشت اور لہسن کھانے سے منع فرما دیا (بخاری، رقم ۴۲۱۵۔ مسلم، رقم ۳۴۱۴)۔ مسلم کی روایات میں لہسن کا ذکر نہیں۔ حضرت علی ہی سے مروی ایک روایت میں ہے: لہسن کو صرف پکا کر کھانا ہی موزوں ہے (ترمذی، رقم ۱۸۰۸)۔ ابن کثیر نے غزوۂ خیبر کے موقع پر اس طرح کا حکم صادر ہونے کو بعید از امکان قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر نکاح متعہ کی اجازت دی، پھر فوراً ہی اسے قیامت تک کے لیے ممنوع قرار دیا (مسلم، رقم ۳۴۰۶)۔ امام شافعی کہتے ہیں: نکاح متعہ کی دو دفعہ اجازت دی گئی اور دو دفعہ اسے حرام قرار دیا گیا۔

تیسری صدی ہجری میں خیبر کے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط منظر عام پر لائے جو ان کے دعویٰ کے مطابق حضرت علی نے تحریر کیا اور حضرت سعد بن معاذ اور حضرت معاویہ نے اس پر گواہی ثبت کی۔ اس پر یہود خیبر کا جزیہ معاف کرنے کا حکم درج تھا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہ خط گھڑا ہوا اور جعلی تھا۔

حضرت علی گرمیوں، سردیوں میں روئی بھرا موٹا چوغہ پہنتے اور انھیں گرمی کی پروا نہ ہوتی۔ اس کے برعکس

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

سردیوں میں پتلے کپڑے پہن لیتے اوران کو ٹھنڈ کی فکر نہ ہوتی۔ حضرت ابولیلیٰ انصاری نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی تھی: اللہ، اسے گرمی وسردی سے محفوظ رکھنا۔ تب سے میں نے گرمی وسردی محسوس نہیں کی (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، باب ۴۲، محمد بن یوسف صالحہ)۔

حضرت ماریہ قبطیہ اور مابور

۷ھ: میں اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی حضرت حاطب بن ابوبلتعہ کے ہاتھ آپ کو یہ تحائف بھیجے، باندی ماریہ، ان کی بہن سیرین، خصی غلام مابور، ایک ہزار مثقال سونا، کپڑوں کے بیس جوڑے، یعفور نامی گدھا اور دلدل نام کا خچر۔ آپ نے ماریہ کو اپنے لیے منتخب کر لیا، اور سیرین حضرت حسان بن ثابت کو ہدیہ کر دی۔ حضرت ماریہ اور ان کی بہن حضرت سیرین نے اسلام قبول کر لیا، جب کہ مابور اس وقت اپنے دین پر قائم رہا اور بعد میں مسلمان ہوا۔ حضرت ماریہ گوری چٹی اور خوب صورت تھیں، انھی سے آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ آپ نے انھیں عالیہ (قبا) میں بنو مضر کی طرف سے حاصل ہونے والے اپنے ڈیرے میں جگہ دی تھی جو بعد میں مشربۂ ام ابراہیم کے نام سے موسوم ہوا۔ مابور قبطی گھر کا بالن، پانی اور اسباب پہنچانے حضرت ماریہ کے پاس جاتا تھا۔ منافقین نے افواہ پھیلائی کہ اس کے حضرت ماریہ سے تعلقات ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تفتیش کے لیے حضرت علی کو بھیجا۔ مابور کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا، اس نے حضرت علی کو تلوار سونت کر آتے دیکھا تو معاملہ فوراً سمجھ گیا، اپنا تہ بند اتار پھینکا اور ننگا ہو گیا۔ حضرت علی نے دیکھا کہ اس کا آلۂ تناسل (penis) کٹا ہوا ہے تو لوٹ آئے۔ آپ کو خبر کی اور پوچھا: کیا مجھے پلٹ آنا چاہیے تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس مکالمے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محض تہمت کی بنا پر کسی پر تلوار اٹھانا جائز نہیں۔

مطالعۂ مزید: الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، بحار الانوار (باقر مجلسی)، سیرۃ النبی (شبلی نعمانی)، محمد رسول اللہ (محمد رضا)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)، بیت الاحزان فی مصائب سیدۃ النسوان (عباس قمی)، قصص النبیین (ابوالحسن علی ندوی)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: مرتضیٰ حسین فاضل)۔

[باقی]

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"